قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک کے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۱۲ر مئی ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۹ر رجب ۱۳۳۵ھ ہجری | نمبر ۸۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۹ اور ۱۰ مئی کی درمیانی رات کو بوقت تین بجے ایک سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ جس کا دوسرا جھٹکا اس قدر زور سے آیا کہ اکثر سوئے ہوئے لوگ جاگ اُٹھے۔ درختوں اور گھونسلوں سے جھکر پرندے بھی اڑنے لگ گئے۔ بیرونجات کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ جس زور کے ساتھ ۱۹۰۵ء میں زلزلہ آیا تھا یہ اس کے قریب قریب ہی تھا۔ بعض مقامات پر نقصان بھی ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے ۔

۱۰ مئی کو شیخ محمد یوسف صاحب نے بورڈنگ ہائی سکول کے ڈائننگ ہال میں احباب کی ایک معقول تعداد کو دعوت ولیمہ دی۔ ہمیں یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ اس میں اکثر غربا اور مساکین کو بھی مدعو کیا گیا تھا ۔

اخبار احمدیہ

شادیوال میں تبلیغ مولوی محمد الدین صاحب احمدی امام جامع مسجد احمدیہ شادیوال اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کچھ دنوں سے شادیوال میں ہیں۔ مختلف جگہوں پر وعظ ہو چکے ہیں۔ اسکے علاوہ نشست و برخاست میں بھی تبلیغ ہوتی رہتی ہے۔ مولوی محمد عالم صاحب غیر احمدی کو جنھوں نے مسجد کے مقدمہ کے دوران میں مخالفت میں بڑا حصہ لیا۔ ہر چند مباحثہ کا چیلنج دیا گیا مگر مقابلہ پر نہیں آتے ۔

لاہور سے زکوٰۃ کا روپیہ لاہور سے ۵ مئی کو حضرت کی خدمت میں خاص زکوٰۃ کا مبلغ ۵۰۰/ روپیہ بھیجا۔ اور اسی مد میں عنقریب ایک اور بڑی رقم جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور بھجوانے کی امید دلاتے ہیں۔ تمام انجمنوں کو زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ خیال رکھنا چاہیئے ۔

اگر ہمارے دوسرے احباب بھی جناب حکیم صاحب کی طرح اپنے ہاں زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام اور کوشش کریں تو ایک معقول رقم جمع ہو سکتی ہے ۔

درخواست دُعا برادر حسین بخش صاحب پٹواری حلقہ دوالمیال ضلع لائل پور سے اپنی اہلیہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو صحت دے۔ برادر کرم دین صاحب بیستان سے اپنے اور برادر مرزا مراد بیگ صاحب اور برادر محمد سعید صاحب کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں کہ خدا صحت سے رکھے۔ اور سلامتی سے واپس لائے ۔

نماز جنازہ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ سے اپنی اہلیہ کے

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

فوت ہونے کی۔ برادر محمد عبدالرشید صاحب بمبئی سے سماۃ عائشہ کے۔ اور برادر علی شیر صاحب فیروزپور ضلع فیروزپور سے اپنی اہلیہ سماۃ فاطمہ بی بی کے فوت ہونے کی اطلاع دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سب کی نماز جنازہ پڑھیں ؛

کوہکن علاقہ بمبئی میں تبلیغ

جناب خواجہ شاہ اعجاز علی صاحب احمدی کوہکن سے تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے میرے سابق مرید اب احمدیت کے قریب آتے جاتے ہیں۔ دو جگہوں کے لوگ جو احمدیت سے قبل میری بیعت میں تھے مگر احمدی ہو جانے سے الگ ہو گئے تھے۔ اب پھر خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں ؛

آپ اس علاقہ کی علمی۔ عملی۔ دینی حالت کے متعلق لکھتے ہیں کہ نہایت افسوس کے قابل ہے۔ علم اس علاقہ میں بالکل نہیں ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو کسیقدر اردو پڑھ سکتے ہیں مگر سمجھنے میں حیران ہوتے ہیں۔ مولوی ملا لوگ قرآن۔ نماز وغیرہ اگر کسی کو پڑھاتے اور سکھلاتے ہیں تو بے معنی۔ صرف الفاظ یاد کرا دیتے ہیں۔ عورت۔ مرد میں نہ نماز کی پابندی ہے۔ نہ دیگر ارکان اسلام کی۔ دینی کاموں میں وقت صرف کرنے کی بجائے وہ یہ بہتر سمجھتے ہیں کہ دولت کمانے میں صرف ہو۔ اسباب کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ کہ جس طریق سے روزی حاصل کرتے ہیں وہ شرعاً درست ہی ہے یا نہیں بعض کتب جن میں لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خدا سے طاقت میں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درجہ میں بڑے ہیں۔ ان کا ورد ہیں۔ نماز۔ روزہ کی بجائے انکی نذروں اور نیازوں کی زیادہ پابندی کی جاتی ہے۔ اور انکی گیارہویں کا بے حد چرچا ہے اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے۔ جاگتے۔ اللہ اللہ کی جگہ حضرت عبدالقادر کا نام ہی لیا جاتا ہے۔ خدا کا نام صرف مسجدوں کے موذنوں کی زبان پر ہے۔ اور آنحضرت کا نام سنکر صرف اتنا کرتے ہیں کہ دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو بوسہ دے لیا جاتا ہے قرآن میں سے صرف سورہ فاتحہ مردہ کی روٹی پر پڑھ دی جاتی ہے۔ ایک کتاب زین المجالس جسکے مصنف قاضی محمد یوسف شافعی المذہب بمبئی کے باشندہ تھے۔ اور جنکو مرے ہوئے بھی عرصہ ہو گیا۔ بہت پڑھی جاتی ہے۔ اس کتاب کی مجلس گیارہویں مندرجہ صفحہ ۳۲۵ میں وہ حکایت جو عام طور پر مشہور ہے کہ انکے کسی مرید کی روح حضرت عزرائیل لیگئے اور پیر صاحب نے روحوں کا تھیلا ہی اس سے چھین لیا وغیرہ وغیرہ درج ہے ؛

غرض وہاں کے لوگوں کی یہ حالت ہے۔ خدا تعالےٰ انہیں حضرت مسیح موعود کی شناخت کی توفیق بخشے۔ اور جہالت اور گمراہی سے بچائے ؛

فہرست نو مبائعین

رحیم بخش صاحب۔ ضلع سیالکوٹ	اہلیہ غلام قادر صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
غلام حیدر صاحب۔ ؍؍ ؍؍	محمد بخش صاحب۔ ؍؍ ؍؍
اہلیہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	ٹی۔ ابراہیم کٹی۔ کنانور مالابار
محمد حسین صاحب۔ ؍؍ ؍؍	ای۔ عبدالرحیم کٹی۔ ؍؍ ؍؍
سماۃ مریم۔ ؍؍ ؍؍	بی۔ عبدالقادر۔ ؍؍ ؍؍
؍؍ عائشہ۔ ؍؍ ؍؍	پی۔ ابوبکر۔ ؍؍ ؍؍
؍؍ حسین بی بی۔ ؍؍ ؍؍	پی۔ ہاجرہ۔ ؍؍ ؍؍
محمد عبداللہ صاحب۔ ؍؍ ؍؍	پی۔ عائشہ۔ ؍؍ ؍؍
اہلیہ سلطان صاحب۔ ؍؍ ؍؍	این۔ محمد کٹی۔ ؍؍ ؍؍
اہلیہ ابراہیم صاحب۔ ؍؍ ؍؍	

ایک برٹش احمدی خاتون کا خط ایک غیر احمدی ڈاکٹر کے نام

مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپکے پچھلے مہینے کے خط کا جواب بہت دیر کے بعد بھیجتی ہوں۔ میری زندگی کثرت مشاغل میں گذرتی ہے۔ اور دن گذرتے ہوئے معلوم بھی نہیں ہوتے ؛

اسلام میں میری توجہ کو اسقدر مستغرق دیکھ کر آپ حیران معلوم ہوتے ہیں۔ میں اسلام کو اپنی جان سے عزیز سمجھتی ہوں۔ اسنے مجھے مُردوں میں سے اٹھایا ہے۔ اور میری زندگی کو لبریز کر دیا ہے۔ جوں جوں دن گذرتے ہیں۔ میں اپنے آپکو اسلام میں ننھا بچہ خیال کرتی ہوں۔ اور مجھے حیرت آتی ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ میں اسلام کی تمام تعلیم کو اچھی طرح سمجھ سکوں بدقسمتی سے میری زندگی ایسی واقع ہوئی ہے کہ میں تعلیم کی طرف روزانہ خاص وقت نہیں دے سکتی۔ جو کچھ بھی میں سیکھتی ہوں۔ وہ اسوقت ہوتا ہے۔ جبکہ میں امور خانہ داری اور دیگر فرائض میں لگی ہوئی ہوتی ہوں۔ میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ مجھے ایسا وقت ملے کہ میں بیٹھ کر قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کروں ؛

میں خیال کرتی ہوں کہ یہ میرے لئے کسیقدر شرم کی بات ہوگی اور آپکے لئے قابل حیرانی۔ اگر تین سال کے عرصہ میں اسلام کے ساتھ گہرے تعلقات کے باوجود میں اعتقادات کے معاملے میں ترقی دکھانے سے عاجز ہوں۔ سو میں دوہراتی ہوں کہ میں اسلام سے محبت رکھتی ہوں۔ اور محسوس کرتی ہوں کہ شروع سے میرا یہی مذہب رہا ہے۔ تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ آپنے مجھے کہا تھا کہ وہ بات نہیں چھپانی چاہیئے۔ جو آخر کار ظاہر ہو کر رہیگی۔ اسوقت جیسا کہ ہر مسلم پر فرض ہے میں اپنی تمام طاقتوں سے الہام اور قرآن شریف اور عربی کے سچے علم کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہوں "یہ وہ علم جسکو لوگ بڑی بڑی مشقتوں سے حاصل کرتے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے" (ریویو آف ریلیجنز ۱۹۱۷ء فروری و مارچ)

آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ مجھے کسطرح معلوم ہوا کہ آپ احمدی نہیں۔ خیر جس بات کو میں جاننا چاہوں اسکے معلوم کرنے کے میرے اپنے ہی طریق ہیں۔ مجھے یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ آپکا نام مریدین احمد علیہ السلام میں نہیں ہے۔ جنکے واحد امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں۔ اور جنکے علاوہ احمدیوں کا اور کوئی امام نہیں۔ لنڈن میں انکی طرف سے صرف مسٹر دامنی عبداللہ صاحب ہیں جو گریٹ رسل سٹریٹ میں رہتے ہیں ؛

یہ سچی بات ہے کہ انگریز زادہ پرست ہیں لیکن آپکو سب کو ایک نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ وقت اپنے عجائبات قدرت دکھائیگا۔ میں خود امید رکھتی ہوں کہ عنقریب احمد علیہ السلام کی پیشگوئی کو جو اللہ تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں پوری ہوتی ہوئی دیکھونگی۔ میں اپنے ایک دوست کے خط سے چند الفاظ نقل کرتی ہوں۔ امید ہے کہ آپکے لئے دلچسپی کا موجب ہونگے۔ "میں خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آخری ایام کے رسول کو برٹش گورنمنٹ کی عملداری میں مبعوث کیا ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ نے اس کی اور اسکے مشن کی حفاظت کی ہے۔ پس گریٹ برٹن میں پہلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۲ مئی ۱۹۱۷ء

تعدد ازواج اور جماعت احمدیہ

تعدد ازواج کے مسئلہ کو غیر مذاہب کے بے جا اعتراضات کے علاوہ خود مسلمانوں نے اپنے عمل سے کچھ ایسا پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اس کی حقیقت اور اصلیت کے سمجھانے اور اسکے فوائد اور عمدہ نتائج کے بتلانے کے لئے خاص کوشش اور سعی کی ضرورت ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ ہی خدا کے فضل سے ایک ایسی جماعت ہے۔ جو حقیقی اسلام کی پیرو کہلانے کی مستحق ہے۔ اس لئے حضرۃ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت اسکے متعلق ایسے عملی نمونے دکھلائے کہ مخالفین کو اس کی عمدگی اور خوبی کا اقرار کئے بغیر چارہ نہ رہے

ذیل میں ہم حضرت خلیفۃ ثانی کا ایک خطبہ نکاح درج کرتے ہیں۔ جو ہماری جماعت کو اس کی طرف خاص طور پر متوجہ کرتا ہے۔ اور آیندہ بھی انشاءاللہ ایسے خطبات درج کرتے رہینگے۔ تاکہ احمدی احباب کی اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ رہے - (ایڈیٹر)

تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک نکاح کے خطبہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ شریعت اسلام میں انسان کے فوائد اور اس کی ترقی کے ذرائع تمام شرائع سے زیادہ کامل ہیں۔ ان ہی میں سے ایک ذریعہ تعدد ازواج ہے۔ اسلام نے ایک سے زیادہ نکاح کرنے کو پسند کیا ہے۔ بشرطیکہ ایک مسلمان اس کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ اور جو بھی طاقت اور وسعت رکھتا ہے اس کے لئے ایک سے زائد نکاحوں کو پسند فرمایا ہے۔ یہ ایک ایسی تعلیم ہے۔ جو اس معاملہ میں باقی تمام مذاہب کی تعلیموں سے

اعلیٰ اور برتر

ہے۔ دنیا میں ایسے مذاہب بھی نکلے ہیں۔ جو خواہ مخواہ اور بغیر وسعت رکھنے کے ایک سے زیادہ نکاحوں پر زور دیتے ہیں۔ اور بعض خواہ کیسی ہی ضرورت ہو۔ ایک ہی نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور یہ دونوں طریق ایسے ہیں۔ جو انسان کو دکھ اور مصیبت میں ڈالنے والے ہیں۔ لیکن اسلام نے ایک درمیانی طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس بات کو پسند کیا ہے۔ کہ اگر طاقت ہو تو ایک سے زائد نکاح کئے جائیں۔ لیکن اس کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی اس کو ضروری قرار دیا ہے۔ کیونکہ نکاح کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جسکے متعلق ایسے ظاہر اور بین نشان تو ہوتے نہیں۔ جن سے یہ فیصلہ ہو سکے۔ کہ فلاں آدمی ایک سے زائد نکاح کی طاقت اور وسعت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور اس میں ان شرائط کو پورا کرنے کی ہمت ہے یا نہیں۔ جو اسلام نے قرار دی ہیں۔ بلکہ ان باتوں کا تعلق چونکہ قیاس اور خیال سے ہوتا ہے اس لئے اسلام نے اس طرف متوجہ تو کر دیا ہے۔ اور رغبت بھی دلادی ہے۔ کہ ایک سے زائد نکاح کرو۔ لیکن حکم نہیں دیا۔ کیوں؟ اسلئے کہ اگر حکم دیا جاتا۔ تو بہت سے وہ لوگ بھی جو ایک سے زائد نکاح کی طاقت نہیں رکھتے متعدد نکاح کر کے مصیبت میں پڑ جاتے اور نقصان اٹھاتے۔ اور اگر وہ ایک ہی نکاح کرتے۔ تو گنہگار ہوتے۔ تو اسلام نے ایک سے زائد نکاح کی اجازت دی ہے حکم نہیں دیا۔ اور ساتھ ہی وہ شرائط بھی رکھ دی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے نکاح ثانی مفید اور بابرکت ہو سکتا ہے پھر متعدد نکاحوں کی بڑے اجتہاد اور عقیدے کے مطابق ایک حد بندی بھی کر دی ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک سے زائد نکاح کرنے سے بالکل روک دینا نقصان اور مصیبت کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی حد بندی بھی نہ کرنا مشکلات اور مصائب کا باعث ہو سکتا ہے تو اسلام نے ایک وسطی تعلیم دی ہے۔ اور اگر سوچا جائے تو یہ ایک ایسی تعلیم ہے جو

ترقی کا بہت بڑا ذریعہ

ہے۔ کیونکہ جب کثرت سے شادیاں ہونگی تو اولاد بھی کثرت سے ہوگی۔ اور جب اولاد کثرت سے ہوگی۔ تو ترقی بھی بہت زیادہ ہوگی ⁂

میں نے جہانتک تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ بات صاف اور بین طور پر معلوم ہوتی ہے کہ دو ایسی اقوام جو ایک دوسرے سے

بر سر پیکار

ہوں۔ انکی نسل میں ایک وقت ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک ترقی کرتی ہے۔ اور دوسری کی ترقی یا تو رک جاتی ہے یا تنزل شروع ہو جاتا ہے۔ جسقدر اقوام پھیلی ہیں۔ انکی یہی حالت ہوئی ہے کہ وہ یکلخت بڑھی ہیں۔ اور ان کی دشمن اقوام گھٹتی رہی ہیں۔ اس بات کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ مغلوب قوموں کی نسلیں فاتح قوم کی نسبت بہت کم بڑھتی ہیں۔ اور جب انہی قوموں کے ترقی کے دن قریب آتے ہیں۔ تو ان کی نسلیں بھی یکلخت بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ترک ہیں۔ عرب ہیں۔ افغان ہیں۔ انہوں نے ایشیائی ممالک میں بڑی ترقی کی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ موجودہ دنیا کب سے چلی آ رہی ہے۔ مگر کچھ لوگ اس کی عمر لاکھوں سال کی بتاتے ہیں۔ اور کچھ کروڑوں کی۔ بہرحال کچھ بھی میعاد مقرر کی جائے۔ ملک عرب میں انہی اقوام کے لوگ رہتے تھے۔ جن کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بہت سے تھے۔ لیکن جب وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ اور ان کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ تو ان کی نسلیں اسقدر بڑھیں کہ تمام ممالک میں پھیل گئیں۔ وہاں کے اصلی باشندے کم ہوتے گئے اور وہ ان کی جگہ قائم ہو گئیں۔ تاریخیں بتلاتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صرف پانچ سو سال کے بعد مصر کا تمام ملک عربی النسل باشندوں کا مسکن ہو گیا تھا اور اب تک زنجبار۔ شام۔ سوڈان۔ طرابلس۔ مراکش وغیرہ علاقوں میں تمام عرب ہی عرب پائے جاتے ہیں۔ اور قومیں بھی ملتی ہیں۔ مگر عربی النسل لوگ سب سے زیادہ ہیں۔ ہندوستان میں بھی کئی ایک قومیں عربی النسل ملینگی۔ اور تو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیٹی کی اولاد کو ہی دیکھا جائے۔ تو اسی سے گاؤں کے گاؤں اور علاقے کے علاقے آباد ہیں ⁂

اسی طرح ترکوں کو دیکھئے۔ مدت دراز سے اپنے ملک میں بستے تھے۔ اسی میں پیدا ہوتے۔ اور اسی میں مرجاتے لیکن جب ان کی ترقی کا وقت آیا۔ توان کی نسلیں بڑھنی شروع ہو گئیں۔ اور اس قدر بڑھے کہ یورپ اور ایشیا پر پھیل گئے ٭ یہی حال پٹھانوں کا ہے۔ وہ اسقدر بڑھے ہے کہ اسوقت بھی ہندوستان میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ایران بلوچستان میں بھی پائے جاتے ہیں تو نسل کا بڑھنا اور ترقی کا ہونا

لازم و ملزوم

ہیں۔ جو قوم ترقی کرنے والی ہوگی۔ ضرور ہے کہ اسکی نسل بڑھے اور جسکی نسل بڑھے گی۔ ضرور ہے کہ وہ ترقی کرے۔ اور یہ بھی قانون قدرت ہے۔ کہ جس قوم کی نسل بڑھتی ہے اس کے مقابل کی قوم کی نسل گھٹنی شروع ہو جاتی ہے۔ اس میں کچھ ایسا ہی اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ جہاں ایک بڑی قامت کا درخت کھڑا ہو۔ وہاں چھوٹے چھوٹے پودے نہیں اگ سکتے۔ اور نہ ہی اس کے نیچے کھیتی ہوتی ہے۔ یہی بات انسانی نسلوں میں بھی نظر آتی ہے۔ جو قوم ترقی کرنے والی ہوتی ہے۔ اس کی نسل کی ترقی کے وقت اس کی بالمقابل قوم کی نسل کی ترقی رک جاتی ہے۔ اور اس طرح گھٹتے گھٹتے بعض قومیں بالکل نابود ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ کئی ایک ہو گئی ہیں۔ تو قومی ترقی کے لئے نسل کی ترقی کی ضرورت ہے۔ اور یہ ضرورت کثرت سے نکاح کرنے سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن اسی حد تک جو کہ معین ہو چکی ہے کیونکہ حد بندی سے آگے بڑھنے سے نہ صرف اولاد ہی نہیں بڑھتی۔ بلکہ اور بھی کئی ایک نقصان برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

یہ ہے

اسلام کی تعلیم

جو بہت اعلیٰ درجہ کی حکمت اور فائدہ پر مبنی ہے۔ مگر شرط یہی ہے کہ عدل و انصاف کا برتاؤ اور سلوک ہو۔ کئی بیبیاں ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہ کئی کارآمد اور فائدہ مند چیزیں موجود ہوں۔ لیکن وہ فائدہ مند اسی صورت میں ہو سکتی ہیں۔ جبکہ ان شرائط کے ماتحت ان سے سلوک ہو۔ جو مقرر ہو چکی ہیں۔ اور اگر یہ نہیں، تو وہ بجائے مفید ہونے کے مصیبت کا باعث ہونگی۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ ایک زمیندار جو ایک گھماؤں زمین بو تا ہے۔ اسکے لئے ایک اور گھماؤں زمین خریدنا اسی وقت مفید ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کو بھی بوئے۔ لیکن اگر وہ اُسے یونہی چھوڑ دے۔ تو وہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دیگی۔ اسی طرح انسان اگر عدل و انصاف سے کام لیگا۔ تو ایک سے زائد نکاح اس کے لئے مفید ہونگے۔ اور اگر نہیں۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور بھی قصوروار اور قابل عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی دکھ اور مصیبت میں ہی رہے گا۔ اور جو شرائط تعدد ازدواج کے متعلق مقرر ہیں۔ وہ کوئی معمولی نہیں بلکہ وہ انسان سے بہت بڑی قربانی اور جہاد چاہتی ہیں اور ہر ایک انسان ان کو عمل میں نہیں لاسکتا۔ اسلیئے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ اگر ڈرو یعنی ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ تم میں سے کئی ان شرائط کو پورا نہ کرسکیں۔ تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو ٭

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے بتادیا ہے کہ یہ کوئی

معمولی کام نہیں

بلکہ بڑی ذمہ داری۔ محنت اور جہاد چاہتا ہے۔ اگر کوئی اسکے لئے اپنے اندر طاقت اور ہمت نہیں پاتا تو بہتر ہے۔ کہ ایک ہی نکاح کرے۔ ورنہ وہ بجائے آرام کے اور عذاب میں پڑ جائیگا ٭

ہماری جماعت کے لیے حضرت مسیح موعود نے اس بات پر خاص زور دیا ہے۔ کہ ایک سے زائد نکاح کئے جائیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ بھی اعلےٰ درجہ کی تبلیغ کا ذریعہ ہے ایک بیوی سے اگر چار بچے پیدا ہو سکتے ہیں تو چار سے سولہ پیدا ہونگے۔ اور اس طرح نسل بڑھنی شروع ہو جائیگی۔ اور دوسری طرف مقابل کی قوم کی نسل گھٹنے لگ جائیگی۔ اسطرح گویا اپنا بھی فائدہ ہو گیا۔ اور دشمن پر بھی حملہ ہو گیا پھر ایک ایسا انسان بھی جو بہرہ اور گونگا ہو یا زبانی طور پر تبلیغ نہ کر سکے۔ وہ اگر طاقت رکھے۔ اور ان شرائط کو بجا لاسکے۔ جو شریعت نے مقرر کی ہیں۔ تو وہ زیادہ نکاح کرکے دین کی بہت خدمت کر سکتا ہے ٭

مسلمانوں نے یہ

بہت بڑا گناہ

کیا ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرکے ان میں عدل و انصاف کا خیال نہیں رکھا۔ اور یہ نہیں دیکھا کہ اسکے متعلق قرآن کریم نے کیا حکم دیا ہے۔ اور اسوجہ سے عورتوں میں دوسری شادی کے متعلق غلط خیال پیدا ہو گیا ہے۔ پھر یورپ والوں کو بھی اس مسئلہ پر اعتراض کرنے کا موقعہ مل گیا۔ میرے نزدیک اس کے ملزم تمام وہ مرد ہیں۔ جنھوں نے ایک سے زائد شادیاں کرکے احکام اسلام پر عمل نہ کیا۔ اور برا نمونہ پیش کیا۔ اگر وہ انصاف اور عدل سے کام لیتے۔ اور ایسا ہی سلوک کرتے جیسا کہ اسلام نے حکم دیا ہے۔ تو نہ صرف اس مسئلہ پر دشمن اعتراض نہ کرتے۔ بلکہ اس کو قبول کرتے۔ اور اس بات کا اقرار کرتے۔ کہ ہمارے ہاں اس کا نہ ہونا ایک نقص اور کمی ہے۔ مگر کسی نے کہا ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

اسلام پر دوسروں نے اتنا ظلم نہیں کیا۔ جتنا اپنوں نے کیا ہے۔ اپنوں نے اپنے عمل سے اپنے طریق سے اپنے طرز سے اس بات کے ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کہ اسلام میں (نعوذ باللہ) عقل اور عقل کے بالکل خلاف احکام ہیں۔ اور جب انہوں نے ایسا کیا۔ تو دوسرے جو کچھ بھی سمجھیں۔ معذور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نمونہ ہی جو برا دیکھا لیکن اگر وہ اچھا نمونہ دیکھتے۔ تو بجائے اعتراض کرنے کے اس کی عمدگی کا اعتراف کرتے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ میں نے ایک انگریز عورت کی کتاب پڑھی ہے۔ اس نے ایک ترک کو دیکھا جسکی تین بیویاں تھیں۔ اس کے گھر کا اُسنے نہایت عمدہ الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ وہ لکھتی ہے کہ میری نزدیک اس انسان کی زندگی بہترین طریق سے گذرتی ہے۔ جو ایک بیوی کی بجائے دو یا تین رکھتا ہے۔ یہ ایک انگریز عورت کا فیصلہ ہے۔ اور یہ فیصلہ اُسنے اس لئے دیا کہ اس نے ایک

عمدہ نمونہ

دیکھا۔ اور جو کام نمونہ کر سکتا ہے۔ وہ کسی اور ذریعہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اب اگر ہم قرآن کریم سے یہ نکالکر دکھائیں کہ ایک سے زائد بیویوں کے ساتھ سلوک کرنے کے لئے اسلام نے

یہ احکام بیان کئے ہیں۔ تو وہ کہدینگے کہ بے شک یہ احکام ہیں۔ مگر جب ان پر کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ تو پھر ان کے ہونے کا کیا فائدہ۔ لیکن اگر مسلمان اپنے عمل سے یہ ثابت کردیں کہ ان احکام پر عمل کرکے بہت بڑا فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے تو پھر کون نادان ہے۔ جو تعدد ازدواج کے فوائد سے انکار کرے۔ ابھی یورپ میں جنگ کی وجہ سے ایک سے زائد شادیاں کرنے پر زور دیا جارہا ہے۔ چونکہ انہوں نے اس کا فائدہ دیکھ لیا ہے۔ اسلئے پرانے خیالات کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو اس مسئلہ پر اعتراض کرتے تھے۔ جونکہ اب ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ واقعات چاہتے ہیں کہ ایک سے زائد بیویاں ہوں۔ اسلئے زور دیتے ہیں۔ اگر اس سے پہلے مسلمانوں کی عملی زندگی ان کے سامنے عمدہ نمونے پیش کرتی اور وہ دیکھتے کہ مسلمان اس طرح بہت بڑا فائدہ حاصل کر رہے ہیں تو کبھی اعتراض نہ کرتے۔ اور نہ ہی عورتوں کے دلوں میں اس کے متعلق بُرے خیالات پیدا ہوتے لیکن مسلمانوں نے اپنے بُرے نمونوں سے اگر ایک طرف غیر مذاہب والوں کو اس مسئلہ پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا تو دوسری طرف عورتوں کے دلوں میں اس سے ڈر اور خوف پیدا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے عورتوں کو ذلیل اور حقیر سمجھا اور جس سلوک کی وہ مستحق تھیں۔ وہ نہ کیا۔ حالانکہ اسلام کی یہ تعلیم نہ تھی۔ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام دیکھا۔ کہ بہت لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ عورتیں ان کی کنیزکیں ہیں۔ کنیزکیں نہیں۔ بلکہ ان کی ساتھی ہیں۔ تو اسلام نے عورتوں کو کنیزکیں نہیں قرار دیا۔ بلکہ ساتھی قرار دیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے جب عورتوں سے بے انصافی کا سلوک کیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں تعدد ازدواج کے خلاف خیالات پھیلے۔ میرے نزدیک اسکے ذمہ وار خود مرد ہیں۔ اب

اس کا دفعیہ

ایک ہی ذریعہ سے ہو سکتا ہے کہ کم از کم ہماری جماعت کے لوگ ایسا نمونہ دکھائیں کہ غیر مذاہب کے لوگ اور عورتیں کم از کم یہ اقرار کریں۔ کہ احمدی جماعت میں ایک سے زائد بیویاں کرکے بہت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ جب یہ اقرار کرینگے تو پھر ہم کسی سے دب نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام ہی وہی ہے۔ جس پر احمدی جماعت چل رہی ہے۔ لیکن اگر احمدیوں میں بھی خدانخواستہ ایسے نمونے نہ مل سکیں جو غیروں کو تعدد ازدواج کے فوائد کا اعتراف کرادیں تو پھر ان کے اعتراضات کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ایک آدھ مثال اسکے خلاف ہو۔ تو اسے مستثنا قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر ایک کثیر حصہ اعلیٰ نمونہ دکھلائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس مسئلہ پر کوئی اعتراض کرے بلکہ ہر ایک معقول پسند اور عقلمند کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑیگا کہ یہ

بہت اعلیٰ تعلیم

ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ عورتوں کے مظالم دور کریں اور قرآن کریم کے مطابق عمل کرکے نمونہ دکھائیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ جو ظلم عورتوں پر ہوئے ہیں۔ وہ اسلام کی طرف سے نہیں۔ بلکہ مسلمان کہلانے والوں نے اپنی نادانی اور جہالت سے کئے ہیں

چشمۂ صحت

معاصر نئی روشنی بحوالہ مانچسٹر گارڈین ناقل ہے۔ کہ سنجٹر کے مجروح و بیمار سپاہیوں کے شفاخانہ کے قریب ایک مقام آبشار دوہسراہم کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک چشمہ ہے جس کے پانی میں یہ اثر ہے کہ اسکے مختلف قسم کے استعمال سے جملہ امراض جاتے رہتے ہیں۔ لنگڑے۔ لولے اپاہج۔ اندھے۔ بہرے۔ گونگے۔ اور تمام دیگر اعصابی امراض کے مریض اس آبشار پر صحت یاب ہونے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ طرفہ یہ ہے کہ اس پانی میں کوئی ایسا خاص جز نہیں ہے۔ جو ادویہ میں شمار ہو سکے۔ اس کی شفابخش صحت اس پانی کو ایک خاص درجہ حرارت پر قائم رکھنے پر منحصر ہے۔ مختلف شکایات کے لئے اس پانی کو مختلف درجہ حرارت پر قائم رکھنا پڑتا ہے۔ ابتداً تکلیف میں کچھ کمی ہوتی ہے۔ اور مسلسل استعمال سے شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ جن سپاہیوں کے اعضاء توپ کے گولوں کے ٹکڑوں کی ضرب سے بیکار ہو جاتے ہیں یا کوئی بڑی اعصابی شکایت پیدا ہو جاتی۔ انکو اس جدید طریقہ علاج سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اوائل ماہ جنوری ۱۹۱۵ء میں ماہرین کی ایک انجمن قائم کی گئی تھی جو مجروح اور بیمار سپاہیوں کا علاج غسل وغیرہ کے ذریعے کرنے کے متعلق ڈاکٹروں کو صلاح دیتی تھی۔ اس انجمن کا ایک رکن پیرس گیا۔ وہاں پانی کے ذریعے سے علاج ہوتے دیکھا۔ جسکی بابت کہا جاتا تھا۔ بعض مہلک امراض کو اس طریقہ سے شفا ہو چکی ہے۔ اور کچھ حیرت انگیز فسانے سُنے۔ چنانچہ یہ طریقہ فرانس سے انگلستان میں آکر رائج ہوا ؛

اس شفابخش چشمہ پر بے شمار امراض و شکایات کا جو میدان جنگ میں پیدا ہوتی ہیں۔ علاج کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مثلاً دن کی محنت شاق اور رات کو جاگنے کے باعث اعصاب کی کمزوری۔ دھاکوں اور ناگہانی واردات کے مہلک اثرات۔ رعشہ۔ ہکلاپن۔ حواس خمسہ کی خرابی بُرے خواب نظر آنا۔ فالج۔ عوارض قلبی۔ گٹھیا۔ ٹائیفائڈ کے عام کمزوری۔ پیچش۔ ملیریا۔ اعضاء پر گولی وغیرہ کے زخم وغیرہ وغیرہ سب اس پانی کے مناسب طریقہ علاج سے رفع ہو جاتے ہیں۔ مختلف شکایات کا علاج۔ مختلف طریقوں پر غوطہ اور غسل دے کر کا کیا جاتا ہے چنانچہ اس مقام پر جو شفاخانہ قائم ہوا ہے۔ وہاں اوسطاً ایک سو ستر مریض سپاہی روزانہ معالجہ کے لئے آتے ہیں۔ اور خاص چشمہ کے حمام میں بارہ مریضوں کو رکھنے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ خاص درجہ حرارت پر مریض کو بارہ منٹ پانی میں غوطہ دیا جاتا ہے۔ پھر جسم خشک کرکے برابر کے کمرہ میں لیجاکر گدّوں پر کچھ دیر آرام کرایا جاتا ہے اسکے بعد وہ اپنے کمرہ میں جاکر آرام کرتا ہے ؛

یہ فوجی شفاخانہ یکم جولائی ۱۹۱۶ء کو قائم ہوا تھا۔ ابتک سات سو پندرہ مریض صحت یاب ہو کر یہاں سے جا چکے ہیں۔ اب اس قدر زیادہ تعداد مریضوں کی یہاں آنے لگی ہے کہ شفاخانہ کی عمارت اور انتظامات میں اضافہ کیا جارہا ہے ؛

اس شفاخانہ کے بانی اور منتظم ڈاکٹر فرانک ریڈ کلف کے علاوہ چار نابینا شخص بھی ہیں۔ یہ لوگ حمام میں جسم کی مالش کرتے ہیں۔ دو کو ایک طریقہ کی مالش سکھائی گئی ہے۔ اور بقیہ دو کو دوسرے طریقہ کی ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

تمام خوبیاں صرف خدا تعالیٰ میں ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۲۷ اپریل ۱۹۱۷ء

حضور نے سورہ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ۔

تجربہ اور مشاہدہ کی کمی کا نتیجہ

انسان کا تجربہ اور مشاہدہ جتنا کم ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ نئی چیزوں کو دیکھکر ناپسند کرتا یا خوش آیند پاکر اسکے جوش زور سے ابھرتے ہیں۔ لیکن جتنا اس کا مشاہدہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کا جوش اسکے قابو میں آتا جاتا ہے۔ دیکھو ایک سیاح جو دنیا کے مختلف کونوں میں پھر چکا اور جو مختلف قسم کی اشیاء کو دیکھ چکا ہے۔ جب اس کی نظر کسی نئی چیز پر پڑیگی۔ تو وہ اپنے جوش کو دبانے پر قادر ہو گا۔ اور کسی نئی چیز کو دیکھکر خوشی یا ناخوشی کے اظہار کے لئے بے اختیار نہیں ہو جائیگا۔ برخلاف اسکے ایک بچہ ہے۔ جس کا تجربہ اور مشاہدہ بالکل ہی محدود ہوتا ہے۔ یا ایک گاؤں کا رہنے والا اہل پہلا نیوالا ہے۔ جب وہ کسی نئی چیز کو دیکھتا ہے۔ جو اسے خوشنما معلوم دیتی ہے۔ تو اس کی آنکھیں اسکے پاؤں قابو میں نہیں رہتے خواہ کوئی کیسی ہی ادنےٰ چیز ہو۔ مگر ہو ایسی جو اسنے پہلے کبھی نہ دیکھی ہو۔ تو وہ بڑی توجہ اور حیرانی سے اسے دیکھیگا کیوں؟ اس لئے کہ اس کا مشاہدہ بہت محدود اور تنگ دائرہ تک ہوتا ہے ٭

غرض مشاہدہ کا کم ہونا اور وسعت نظر کا نہ ہونا ہر ایک نئی چیز کو عجوبہ اور حیرت انگیز بنا دیتا ہے۔ ایک ایسا انسان جسے کبھی کوئی خاص خوشی نہ پہونچی ہو۔ جب خوشی پہونچے۔ تو وہ اسکے اظہار کے لئے بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ایسا شخص کہ جسنے خوشی میں ہی اپنی تمام زندگی بسر کی ہو۔ اس کو اگر کوئی معمولی سا رنج بھی پہونچ جائے۔ تو وہ برداشت نہیں کر سکتا ٭

ایک مثل مشہور ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے کہاں تک درست ہے۔ کہتے ہیں ایک عورت تھی۔ اسکو زیور بنوانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ایک دفعہ اسنے انگوٹھی بنوائی تو کسی نے انگوٹھی کی طرف توجہ نہ کی۔ اسپر اس نے اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ جب گھر جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گیا تو عورتیں افسوس کے لئے آئیں اور پوچھتیں کہ کچھ بچا بھی ہے۔ وہ کہتی کہ صرف یہ انگوٹھی بچی ہے۔ اور کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے کہا۔ بہن یہ انگوٹھی کب بنوائی ہے تو اسنے چیخ مار کر کہا کہ اگر مجھ سے یہ پہلے پوچھا جاتا تو میرا گھر کیوں جلتا۔ گو یہ ایک قصہ اور کہانی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ جو لوگ کم حوصلہ کم تجربہ اور کم مشاہدہ رکھتے ہیں ان کو اگر کوئی خوشی کی خبر پہونچتی ہے یا کوئی ایسی چیز حاصل ہوتی ہے جسے وہ اچھا سمجھتے ہیں۔ تو وہ اسپر اتراتے ہیں۔ اور پھولے نہیں سماتے۔ گو وہ کیسی ہی حقیر اور ادنےٰ درجہ کی کیوں نہ ہو۔ ایسے لوگ جو حقیر کو معزز۔ صغیر کو کبیر اور قلیل کو کثیر سمجھ لیتے ہیں۔ انکی وجہ یہی ہے کہ ان کے حوصلے وسیع نہیں ہوتے۔ اسی طرح غم اور مصیبت کے متعلق ہوتا ہے۔ بعض لوگ جن کو کبھی غم نہیں پہونچا ہوتا اگر ذرا سی رنجیدہ بات دیکھیں تو گھبرا جاتے ہیں۔ اور ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو تلملا اٹھتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں جو خوشی کے اظہار کے لئے گھر بار کو خاک کر دیتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ جو کانٹے کے چبھنے جتنی تکلیف پر بھی شور مچاتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ انکی نظر وسیع نہیں ہوتی ٭

وسعت مشاہدہ سے جوش قابو میں آجاتے ہیں

جوں جوں کسی انسان کا تجربہ اور مشاہدہ بڑھتا جاتا ہے۔ اسکے جوش اسکے قابو میں آتے جاتے ہیں۔ ہر ایک رنگ اور ہر ایک طریق میں یہی بات ہے۔ جسکو مختلف تجارب ہوتے جاتے ہیں وہ کبھی کسی بات پر نہیں گھبراتا۔ اور جن لوگوں میں کسی قسم کے تجارب کی کمی ہوتی ہے۔ ان سے اسی قسم کی کمزوریاں سرزد ہوتی ہیں ٭

بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں۔ جنکو تجارب کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کو موقعہ تو ملتا ہے۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ بسا ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص کسی مکان کے پاس سے مہینوں نہیں سالوں گذرتا رہتا ہے۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس مکان کی دیوار میں کتنے روشندان اور کتنی کھڑکیاں ہیں۔ کیوں اسلئے کہ اسنے باوجود پاس سے گذرنے کے ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی ہوتی۔ تو بہت سے لوگ ارد گرد کی چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جس سے انہیں تجربہ اور مشاہدہ نہیں ہوتا اور یہ ان کی سستی اور لاپرواہی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ باوجود وسیع دنیا میں رہنے کے ایک مختصر اور نہایت ہی محدود دنیا میں رہتے ہیں۔ انکے حوصلے پست ہوتے ہیں کیونکہ ان کا مشاہدہ وسیع نہیں ہوتا۔ اور جب مشاہدہ وسیع نہیں ہوتا۔ تو گویا انکے لئے دنیا ہی تنگ ہوتی ہے اس لئے وہ تھوڑی سی خوشی کو زیادہ خوشی سمجھ لیتے ہیں۔ اور ادنےٰ سے رنج پر بہت زیادہ مصیبت کا اظہار کرتے ہیں ٭

بچوں کو دیکھو۔ انکی یہی حالت ہوتی ہے۔ لیکن جوں جوں ان کے تجارب بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ان کا مشاہدہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر ان کی حالت کی اصلاح ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ زیادہ وقار سیکھ جاتے ہیں۔ مگر تجربہ سے پہلے وہ تھوڑی سی بات پر بھی خوش یا ناخوش ہو جاتے ہیں اور نئی چیز جہاں کہیں نظر آئے یا کوئی نئی بات پیش آئے تو انکے جوش زور کر کے باہر آتے ہیں ٭

تجربہ اور مشاہدہ میں پختگی کس طرح آتی ہے۔

تمدنی تعلقات انسان کو تجربہ اور مشاہدہ کرا کے بہت پختہ کر دیتے ہیں ایسا انسان نہ کسی نئی چیز کو دیکھ کر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتا ہے۔ اور نہ کسی تکلیف اور مشکل کے وقت جھٹ گھبرا جاتا ہے۔ لیکن جو شخص الگ تھلگ زندگی بسر کریگا اس کا تجربہ اور مشاہدہ نہایت محدود رہیگا۔ تمدن انسان کو رنج کا خوگر اور خوشی میں حد اعتدال سے متجاوز نہ ہونا سکھلاتا ہے۔ مگر وہ انسان جسنے اپنی آنکھوں سے کبھی کوئی بات نہ دیکھی ہو۔ وہ بہت جلد گھبرا جائے گا۔ پھر

ایک وہ چیز جو کچھ بھی اپنے اندر عجوبہ رکھتی ہو۔ اس پر بے حد تحیر ظاہر کرے گا۔ ایسا آدمی خاص طور پر کارآمد اور مفید نہیں ثابت ہو سکتا۔ مثلاً کہیں مبلغ بنا کر بھیجا جائے اور وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہ پائے۔ یا ان میں کوئی اور کمزوری محسوس کرے یا اپنی تبلیغ کا کوئی فوری اثر نہ دیکھے۔ تو بالکل ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ وہ چونکہ لوگوں کو فرشتہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلئے ان کی معمولی معمولی کمزوریوں پر اسکی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ اسکی حالت ایک ایسے بچہ کی سی ہوتی ہے۔ جو بہت جلد ناراض ہوتا اور رو دیتا ہے یا بہت جلدی خوش ہو جاتا اور ہنس دیتا ہے۔ اور اس کی یہ حالت اس لئے ہوتی ہے۔ کہ وہ کثرت سے موافق و مخالف بات دیکھنے کا عادی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ اس قسم کے بہت سے نظارے دیکھ لیتا ہے۔ تو اسپر کبھی گھبراہٹ نہیں آتی ؂

بعض لوگ حضرت مسیح موعود کے پاس آتے اور کہتے کہ ہمارے گاؤں میں فلاں شخص ہے۔ اگر وہ احمدی ہو جائے تو تمام گاؤں کے لوگ احمدی ہو جائینگے۔ حالانکہ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر وہ مان بھی لے تب بھی بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو نہیں مانتے۔ اور تکذیب سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ ایک گاؤں میں تین مولوی تھے وہاں کے لوگ کہتے کہ اگر ان میں سے کوئی مرزا صاحب کو مان لے تو ہم سب کے سب مان لینگے۔ ان میں سے ایک نے بیعت کر لی۔ تو سب لوگوں نے کہدیا کہ ایک نے مان لیا تو کیا ہوا اس کی تو عقل ماری گئی ہے۔ ابھی دو نے نہیں مانا۔ پھر ایک اور نے بیعت کر لی۔ تو پھر مخالفین نے یہی کہا کہ ان دونوں مولویوں کا کیا ہے۔ ابھی ایک نے تو بیعت نہیں کی ہے ؂

ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن جن لوگوں کا تجربہ وسیع نہیں ہوتا۔ وہ اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ اگر فلاں شخص مان لے۔ تو سب لوگ مان لینگے۔ مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا ؂

پھر بعض دفعہ وہ کسی میں کوئی معمولی نیکی دیکھ لیتے ہیں۔ تو اس کو چڑھا کر غوث و قطب اور ابدال تک کا درجہ دیدیتے ہیں۔ اور اگر کسی میں ان کو معمولی درجہ کی کوئی کمزوری نظر آتی ہے تو ابو جہل کا خطاب دیتے ہیں ان کو بک نہیں ہوتا۔ کبھی وہ ادنیٰ باتوں کے بڑے بڑے عظیم الشان نتائج سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور کبھی بڑی اور عظیم الشان باتوں کے معمولی اور ادنےٰ درجہ کے نتائج خیال کر لیتے ہیں ؂

تمام خوبیاں خدا کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ کہ وہ تجربہ کار انسان بنیں چنانچہ فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین ۔ کہ اگر تم کوئی ایسی کامل ہستی دیکھنا چاہتے ہو جسمیں کوئی عیب کوئی نقص اور کوئی سقم نہ ہو۔ تو وہ صرف اللہ ہی ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہو سکتا۔ جسمیں کوئی بھی سقم اور کمزوری نہ ہو ؂

انبیاء علیہم السلام کا گروہ معصوم ہے۔ مگر بشریت کی کمزوریاں تو ان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اور اجتہادی غلطیاں تو ان کو بھی لگتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شرعی گناہوں سے وہ لوگ بالکل پاک ہوتے ہیں۔ اور کوئی شرعی گناہ ان سے سرزد نہیں ہوتا۔ تاہم بشری کمزوریاں ان میں بھی ضرور پائی جاتی ہیں۔ وہ بیمار ہوتے ہیں۔ جسمانی تکالیف اٹھاتے ہیں۔ پس ہر قسم کے نقائص سے پاک تو صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ ایک انسان دوسرے کی کمزوریوں پر تو اعتراض کرتا ہے۔ لیکن اگر اپنے نفس کو دیکھے۔ تو پھر اس کو خود معلوم ہو جائیگا۔ کہ خود اس میں کسقدر کمزوریاں ہیں ؂

ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی ہوتی ہے۔

اسی طرح انسان اگر خوبیوں کو دیکھے تو کسی انسان کو کسی نہ کسی خوبی سے خالی نہیں پائے گا۔ ہر ایک انسان میں کچھ نہ کچھ خوبی ضرور ہوتی ہے۔ ابو جہل میں بھی خوبی تھی اور فرعون میں بھی اسمیں کیا شک ہے کہ فرعون ایک محب وطن شخص تھا۔ اور اسکی خواہش تھی۔ کہ اس کی قوم اور اس کا ملک ترقی کرے یہ ایک الگ بات ہے۔ کہ جو طریق اسنے اختیار کیا۔ وہ خطرناک طور پر غلط تھا۔ جس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑا اسی طرح ابو جہل اسلام کا ایک خطرناک دشمن تھا مگر ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ وہ ایک بہادر آدمی تھا۔ وہ جو کچھ کرتا تھا۔ صرف اسلئے کرتا تھا کہ اُسے صحیح اور درست سمجھتا تھا۔ چنانچہ اسنے دعا کی ہے۔ کہ خدایا اگر محمد (صلعم) سچا ہے تو مجھ پر پتھر برسا۔ گویا اس کو یقین تھا کہ وہ حق پر ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باطل پر سمجھتا تھا۔ یہ بالکل الگ بات ہے کہ وہ آنحضرت کا دشمن اور اسلام کا خطرناک دشمن تھا۔ اور جو طریق اسنے اختیار کیا وہ سر تا پا غلط تھا۔ کیونکہ وہ اپنے خیالات کو سچ سمجھا۔ اور اس حق کو جو درحقیقت حق تھا۔ سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ مگر جسکو اسنے حق سمجھا۔ اسپر بڑی مضبوطی اور جوش کے ساتھ قائم رہا۔ یہ اس کی خوبی تھی۔ تو اسی طرح کوئی بڑے سے بدتر انسان بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جسمیں کوئی نہ کوئی خوبی نہ ہو۔ باقی رہی بشری کمزوریاں سو وہ تو انبیاء میں بھی ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ اگر تم میں سے دو آدمی جھگڑتے ہوئے میرے پاس آئیں۔ اور میں اپنی سمجھ کے مطابق ایک کا حق دوسرے کو دلا دوں۔ تو یاد رکھو۔ کہ اگر چہ جس کا حق نہیں۔ وہ دوسرے کا حق لے گیا ہے تاہم وہ خدا کے حضور جواب دیگا۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے ؂

غرض جو انسان وسیع نظر سے دیکھے۔ اسکو معمولی معمولی باتوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ جو لوگ معمولی معمولی باتوں کو بڑا سمجھ لیتے ہیں۔ وہ کسی عمدہ نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ہر وقت دکھ اور تکلیف میں رہتے ہیں۔ ان میں خود پسندی کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ایسی مرض ہے۔ جو انسان کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ دوسرے میں عیب دیکھنا اور اپنی ذات کو اعلیٰ سمجھنا اس سے بڑھ کر کوئی عیب اور نقص نہیں ہے ؂

پس ہر انسان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام خوبیوں والی اور ہر قسم کے عیوب سے منزہ ذات تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اسلئے اگر کسی کو کسی بھائی میں کوئی نقص نظر آتا ہے۔ تو وہ اسکو سمجھائے۔ اور اسکے نقص دور کرنے کی کوشش کرے لیکن اگر وہ اسپر گھبرا جائیگا۔ اور بجائے اس کا نقص دور کرنے کی کوشش کرنے کے الٹا اس کا نام دھریگا۔ تو اس کا نتیجہ بجز خرابی کے اور کچھ نہیں ہوگا ؂

نقص فائدہ کا موجب ہوسکتا ہے۔

اگر کوئی توجہ کرے تو کمزوریاں ہوشیار کرنے کا موجب ہوسکتی ہیں۔ بعض لوگ زلازل اور دیگر قسم کے عذابوں پر خدا تعالیٰ کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ خدا (نعوذ باللہ) ظالم ہے۔ مگر وہ جانتے نہیں کہ یہ ظلم نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے اس فعل میں ہزاروں حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر انسان کے سر میں جو میں نہ پڑیں تو وہ کبھی سر دھونے کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتا۔ اور گندہ ہو جاتا۔ یا مثلاً اگر آنکھوں میں سرخی نہ پیدا ہو جاتی۔ یا اندر کوئی خرابی کی ابتدائی علامت ظاہر نہ ہوتی۔ تو انسان علاج کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتا۔ اور اندھا ہو جاتا۔ تو سر میں جوؤں کا پڑنا۔ اور آنکھوں میں سُرخی کا آنا یہ بطور آگاہی کے ہے جو بڑے نقصان سے بچانے کے لئے ہے ٭

اسی طرح اگر کسی انسان میں کوئی کمی اور نقص تمہیں نظر آئے تو اصلاح کی فکر کرو۔ یہ نہیں کہ معمولی معمولی باتوں پر اچھل پڑو۔ اور اسے شکستہ دل بنا کر اور کمزوریوں کا مرتکب بناؤ اس سے کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی ٭

ایک دوسرے کی اعانت کرو

ہر ایک انسان کو یہ یاد رہنا چاہیئے کہ خوبیوں والی ذات تو صرف اللہ ہی کی ہے۔ اور ہر ایک شخص کو یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ جسطرح مجھ میں کچھ خوبیاں ہیں۔ اور کچھ نقص ہیں۔ اسی طرح دوسرے میں بھی کچھ نقص اور خوبیاں ہیں۔ اس کے متعلق یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس سے اس کی نیکیاں سیکھی جائیں۔ اور اس کو اپنی نیکیاں سکھائی جائیں۔ پس اس طرح آپس میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ تمدن کی غرض یہی ہے۔ جو لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے نہ وہ خود کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ اور نہ کسی دوسرے کے لئے مفید ہوسکتے ہیں ٭

پس ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کا تمدن اعلیٰ ہو۔ ایک کی مدد دوسرا کرے۔ یہ نہیں کہ معمولی معمولی باتوں پر بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا جائے۔ جس سے قوم کے افراد کے اندر خرابی پیدا ہو۔ نقصوں سے پاک تو صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ مگر نہ ماننے والے تو خدا کو بھی نہیں مانتے۔ اور اس میں بھی نقص نکالتے ہیں ٭

پس اصلاح کا طریق یہ ہے کہ معمولی غلطیوں کو نظر انداز کیا جائے۔ اور نیک نیتی سے انکے دور کرنے کی کوشش کی جائے ٭

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو وہ ذریعہ بتائے۔ جو بہتر سے بہتر اور کامیابی کے لئے یقینی ہو ٭

بغداد کے مقامات مقدسہ

برٹش گورنمنٹ جسقدر اپنی رعایا کے مذہبی احساسات کا خیال رکھتی۔ اور انہیں ہر قسم کی ٹھیس سے بچانے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اور اس کو ہر جگہ اور ہر موقعہ پر قائم اور برقرار رکھتی ہے۔ خواہ اُسے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ چنانچہ بغداد سے جو حال ہی میں گورنمنٹ برطانیہ کے قبضہ آیا ہے۔ پیر سید ابراہیم صاحب بغدادی کے نام جو ۱۹۱۲ء سے بمبئی میں سکونت رکھتے ہیں۔ نقیب بغداد کی طرف سے مندرجہ ذیل تار موصول ہوا ہے۔ جو کافی سے بڑھکر اس کی تصدیق کرتا ہے۔ تار یہ ہے کہ:-

"الحمدللہ ہم سب بخیریت ہیں۔ درگاہ شیخ عبدالقادر جیلانی اور جامع مسجد مامون و مصئون ہیں۔ اپنی خیر و عافیت سے اطلاع دیں"۔

اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ انگریزی افواج نے بغداد کے مقامات مقدسہ کا خاص طور پر احترام مدنظر رکھا ہے۔ امید ہے۔ نقیب بغداد کی یہ تار مسلمانان ہند کے لئے خوشی کا موجب ہوگی ٭

کاروبار پر روپیہ لگانیکے خواہشمند میری سُنیں اور فائدہ اُٹھائیں

قادیان میں ایک مکمل انگریزی و اُردو چھاپہ خانہ کے قائم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے پچھلے دنوں کانفرنس میں بھی احباب سے عرض کیا تھا۔ اس میں دینی و دنیاوی بے شمار فوائد ہیں۔ بہت سارے قومی مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں تبلیغ کا میدان بہت وسیع اور بہت ساری مشکلات بھی حل ہوسکتی ہیں۔ میں امکان بھر دماغی امداد و مشورہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ مجھے پریس کے نہ ہونے کا ایک درد ہے اس کو سب بھائی نہیں سمجھ سکتے۔ یہ کام صدر انجمن کے کرنے کا تھا۔ مگر افسوس کہ سرمایہ فی الحال اسکے پاس موجود نہیں اس لئے خدارا قوم اُٹھے۔ اور اس مشکل کو بھی بتوفیقہ حل کرے کوئی ایک باہمت اس میدان میں آسکے۔ تو مشترکہ سرمایہ کی کمپنی بنا لی جاوے جو بہت مبارک ہے۔ سرمایہ دس بارہ ہزار روپیہ ہونا چاہیئے۔ اسی کا انجن آٹا پیسنے کی چکی بھی چلا سکتا ہے اپنی جماعت کے پریس والے باہمت کمپازیٹران توجہ کریں۔ تو قادیان کی پاک رہائش اور روزگار دونو میسر آسکتے ہیں بالفعل اسی قدر لکھتا ہوں۔ چندروز محنت شاقہ اور پوری توجہ درکار ہوگی۔ مگر انجام کار انشاءاللہ یہ بہت مفید و بابرکت کام ثابت ہوگا۔ اگر اس کام کے لئے کوئی شخص یا جماعت اُٹھے تو صدر انجمن کا بھی فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایسے لوگوں کی ہمت افزائی کے لئے ہر ممکن سہولت پیدا کرے۔ اور بالخصوص زمین پریس کے لئے اپنے پاس سے بلاقیمت دے۔ ایسے مشورہ کے لئے میں ہر وقت تیار ہوں ٭

عاجز حکیم محمد حسین قریشی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور

رسالہ تشحیذ کے خریدار توجہ فرمائیں

خریداران تشحیذ کے ایڈریس کی نئی چٹیں لکھنی شروع ہیں۔ جس خریدار کا پتہ غلط یا قابل اصلاح ہو وہ اپنے صحیح پتہ سے قبل از ۲۰ مئی ۱۹۱۷ء مینجر تشحیذ قادیان کو اطلاع دیں ٭

پتھر کا کوئلہ

خاکسار عرصہ چھ سال سے بنگال کے جھریا کول فیلڈ میں پتھر کے کوئلہ کا کاروبار کرتا ہے۔ اور اس میں خدا کے فضل سے خوب تجربہ رکھتا ہے پس ضرورت والے تمام اصحاب خصوصاً ہمارے احمدی بھائی ہر قسم کے کوئلہ کے لئے مجھے آرڈر دیکر ممنون فرماویں۔ انشاءاللہ نہایت قلیل نفع پر تعمیل کرونگا۔ کم از کم ایکبار معاملہ کرکے ضرور آزمائیے ٭ پتہ یہ ہے :- عبدالکریم احمدی کول مرچنٹ پوسٹ آفس آرہ